www.emarsiya.com

انقلاب

افسانۂ حیات کا عنواں ہے انقلاب
صورت طرازِ عالمِ امکاں ہے انقلاب
آئینہ دارِ گردشِ دوراں ہے انقلاب
شائستۂ مزاجِ مسلماں ہے انقلاب
سنگِ محک ہے، یہ زرِ ایمان کے لئے
تحفہ ہے انقلاب مسلمان کے لئے

www.emarsiya.com

نقشِ جہاں میں رنگ سے بھرتا ہے انقلاب
سادہ ورق سے پھول کترتا ہے انقلاب
دب دب کے چند روز ابھرتا ہے انقلاب
کرنے کا ہے جو کام وہ کرتا ہے انقلاب
خاموشیوں سے کارگہِ ہست و بود میں
آتا ہے شور کر کے عدم سے وجود میں

قانونِ کارسازِ دو عالم ہے انقلاب
منشائے کردگار کا محرم ہے انقلاب
دنیا کا ایک جوہرِ اعظم ہے انقلاب
زخمِ حیات کے لئے مرہم ہے انقلاب
جب سب کراہنے لگیں پیہم سکون سے
صحت کا غسل کرتا ہے اس وقت خون سے

اک نقشِ انقلاب ہے یہ بزمِ کائنات
دن مستقل ہے اور نہ پیہم ہے اس میں رات
غم کو قرار ہے نہ خوشی کو یہاں ثبات
ہے موت رونما تو کبھی جلوہ گر حیات
جو بھی ہے اس کا روپ اچھوتا ہی روپ ہے
یہ شب کی چاندنی ہے کبھی دن کی دھوپ ہے

www.emarsiya.com

آیا نہیں سکون مشیت کو جب پسند
عنوانِ انقلاب ہوا پھر تو ارجمند
خود نیستی سے شعلۂ ہستی ہوا بلند
یک رنگیٔ فضا کے ہوئے سلسلے دوچند
رجحانِ انقلاب بڑا کام کر گیا
دنیا بنی حیات کا منظر سنور گیا

آدم کو خلق کر کے عطا کی گئی بہشت
لکھی جہاں کی خامۂ قدرت نے سرنوشت
ترتیب کر دیئے جو قوانینِ خوب و زشت
صورت پذیر ہو گئے صحرا و باغ و کشت
ٹھہراؤ کو حیات کی جولانیاں ملیں
صحرا کو خاک، بحر کو طغیانیاں ملیں

تارے بنے شگوفے بنے خار بن گئے
ماہ و نجوم ثابت و سیّار بن گئے
ذرّوں کو جمع کر دیا کہسار بن گئے
غنچوں کو رنگ دیدیا گلزار بن گئے
بے احتیاج دولتِ ظاہر سے کر دیا
جیبِ زمیں کو لعل و جواہر سے بھر دیا

www.emarsiya.com

گوتے زمیں کے واسطے محور عطا ہوا
بحرِ رواں کو گنجِ جواہر عطا ہوا
فرشِ چمن کو سبزے کا بستر عطا ہوا
لیلیٰ شب کو تاروں کا زیور عطا ہوا
موجِ ہوا کو روح کا دم ساز کر دیا
خاموشیوں کو منزلِ آواز کر دیا

انوارِ مہر سے جو زمیں جگمگا اٹھی
انگڑائی سطحِ بحر نے لی اور گھٹا اٹھی
واہو گئے سکوت کے لب تو صدا اٹھی
سنکی ذرا ہوا تو فضا گنگنا اٹھی
سبزے کو خوابِ گل کو تبسم عطا ہوا
موجِ رواں کو سازِ ترنم عطا ہوا

آدم وہ اوّلیں بشری شکل نور کی
تصویرِ خاص قدرتِ حق کے ظہور کی
سب نعمتیں ملیں جنہیں ربِّ غفور کی
باغِ بہشت اور وہ فضائیں سرور کی
حالانکہ باغِ خلد میں ہر عیش پاس تھا
ہم جنس کے بغیر مگر دلِ اداس تھا

www.emarsiya.com

تنہائی بہشت سے آدم جو تھے ملول
ان کی دعا کو بخش دیا منصبِ قبول
پایا جمالِ حضرتِ حوا کا صاف پھول
یہ سب تغیرات ہیں کونین کے اصول
تنہا پسند ہے کبھی محفل پسند ہے
دراصل انقلاب بڑا دل پسند ہے

وہ خلد اور وہ آدم و حوّا کی زندگی
کوئی ضرورتیں نہ کسی چیز کی کمی
ہاں وہ ثمر کہ جس کی اجازت انہیں نہ تھی
اٹھی نگاہِ شوق تو اس کی طرف اٹھی
انسان کا زمیں پہ ابھی تک گزر نہ تھا
مفتاحِ قفلِ دہر تھا ہاں وہ ثمر نہ تھا

آیا اِک انقلاب تو دنیا بدل گئی
آدمؑ کے اقتدار سے جنّت نکل گئی
دنیا میں اک حیات کی رَو سی مچل گئی
دنیا اب ایک اور ہی سانچے میں ڈھل گئی
توبہ قبول آدمؑ و حوّاؑ کی ہو گئی
کچھ اور شانِ محفلِ دنیا کی ہو گئی

www.emarsiya.com

آدم کی نسل بڑھنے لگی پھیلنے لگی
ظاہر ہر اک طرف ہوئے آثارِ زندگی
ذہنوں کا وہ خلوص وہ اندازِ سادگی
جیسے فضائے صبح میں پھولوں کی تازگی

فطرت میں سرکشی تھی نہ نخوت دماغ میں
گلہائے انبساط مہکتے تھے باغ میں

پھر اک ہوا چلی تو زمانہ بدل گیا
انسان خون و قتل سے بھی آشنا ہوا
قابیل کے تھے ہاتھ تو ہابیل کی قضا
اللہ کی زمین پہ پہلا لہو بہا

سیکھی تھیں صلح و امن کی راہیں بہشت میں
شامل ہوا عناد اب آ کر سرشت میں

نسلیں زمیں پہ بستی رہیں پھیلتی رہیں
انساں بڑھے حیات کی رنگینیاں بڑھیں
قومیں بنیں قبیلے بنے ملتیں بنیں
روشن چراغ ہونے لگے شمعیں جل اٹھیں

تھے گلشنِ حیات میں کانٹے بھی پھول بھی
قومیں بنیں تو آئے خدا کے رسولؑ بھی

www.emarsiya.com

سرکش بھی آدمی ہوتے اور حق شعار بھی
منکر خدا کے بھی ہوتے سجدہ گزار بھی
اس باغ میں خزاں بھی رہی ہے بہار بھی
دامن میں اس زمین کے گل بھی تھے خار بھی

ہر عہد میں مزاجِ بشر پُر فساد تھا
وعدہ جو تھا خدا سے وہ اب کس کو یاد تھا

بندوں کو جب خدا سے بغاوت ہوئی پسند
پہنچائی ہر نبی کو ہر اک قوم نے گزند
شعلے ہوائے ظلم کے ہونے لگے بلند
پیغامِ حق سے کرنے لگے لوگ کان بند

پھر جب ذرا جبینِ مشیت پہ بل پڑا
بھڑکے ہوئے تنور سے طوفاں اُبل پڑا

وہ سیلِ نوح سلسلۂ قہرِ کردگار
جس میں رہا نہ اپنی جگہ کوئی برقرار
طوفان سے ملی نہ کسی کو رہِ فرار
کشتیٔ نوح تھی کہ جو موجوں پہ تھی سوار

سطحِ حیات بے خس و خاشاک ہو گئی
یوں دُھل گئی زمین کہ بس پاک ہو گئی

www.emarsiya.com

گلزارِ زیست پھر نئے سر سے ہرا ہوا
پھر زندگی کی دہر میں چلنے لگی ہوا
ویرانہ کائنات کا آباد ہو گیا
صحرا کو پھر بنا دیا گلشن ہرا بھرا
بندوں کو پھر خدائی سے واقف کیا گیا
پیغمبروں سے کارِ رسالت لیا گیا

تازہ نکھار رنگِ تمدن پہ آ گیا
ذہنوں پہ ایک خاص اثر تھا جو چھا گیا
انساں کچھ اقتدار جو دنیا میں پا گیا
نمرود میں غرورِ خدائی سما گیا
پھر شان کچھ دکھائی خدائے جلیل نے
آتش کو باغ کر دیا ربِّ خلیل نے

فرعون کا وہ دور وہ سیلابِ ظلم و جور
بدلے ہوئے تھے جس میں سب انسانیت کے طور
احکام پر خدا کے نہ کرتا تھا کوئی غور
اس وقت انقلاب بپا ہو گیا اک اور
باغی ہوا بشر جو خدائے علیم سے
ٹوٹا سرِ غرور عصائے کلیم سے

www.emarsiya.com

موسےٰ کی قوم پر وہ عنایاتِ کردگار
وہ نعمتیں کہ جن کا نہیں تھا کوئی شمار
لیکن نہیں مزاجِ بشر کو کہیں قرار
ہوتے تھے اعتراض خدائی پہ بار بار

قومِ یہود حد سے جو مغرور ہو گئی
آخر ذلیل ہو گئی مقہور ہو گئی

بڑھتی رہی سکون سے پھر موجِ انقلاب
گلخانۂ حیات پہ آتا رہا شباب
جلوہ چھپا رہا مگر اٹھتے رہے حجاب
اٹھ اٹھ کے سطحِ موج پہ مٹتے رہے حباب

اصلاحِ کائنات بہر جزو کل ہوئی
اک اور شمع جل گئی جب ایک گل ہوئی

موسےٰ کے بعد اور ہوئیں عادتیں تباہ
گھٹنے لگا شعور تو بڑھنے لگے گناہ
انسان بھولنے لگے پھر نیکیوں کی راہ
راتیں سیاہ تر ہوئیں جب دن ہوئے سیاہ

پھر فکر کی مریض کے حال قبیح کی
اک معجزے کی طرح تھی آمد مسیحؑ کی

www.emarsiya.com

دوشیزگیٔ مریم معصوم و خوش خصال
عصمت ہے جس کی عالمِ ہستی میں بے مثال
اس پر جو ہو گیا کرمِ ربِ ذوالجلال
پایا بغیر باپ کے عیسےٰ سا نونہال
اپنی مثال قدرتِ حق اپنے آپ ہے
حوّا کی کوئی ماں ہے نہ عیسیٰ کا باپ ہے

اس کارگاہِ زشت میں لیکن یہ آدمی
سیدھا نہیں چلا ہے رہِ راست پر کبھی
پیہم ہدایتیں اسے دیتے رہے سبھی
اس نے ہمیشہ راہِ خطا اختیار کی
پورا خدا کے حکم کو یوں خوب کر دیا
عیسیٰ پاکباز کو مصلوب کر دیا

زندہ رہے تو شور بسر کہہ دیا انہیں
اصلاح کی تو تنگ نظر کہہ دیا انہیں
پائی شفا تو شعبدہ گر کہہ دیا انہیں
گھبرا کے پھر خدا کا پسر کہہ دیا انہیں
اصلاح پا سکے نہ ہدایت قبول کی
امّت نے خود ہی شان گھٹا دی رسول کی

www.emarsiya.com

پھر وقت آگیا کہ بپا ہو وہ انقلاب
دنیا کو جو دکھائے حقیقی رہِ صواب
بدرِ منیرِ حق کا ہو طالع۔ چھٹے سحاب
تاروں کے بعد اب ہو نمودار آفتاب

دنیا میں روشنی سی ہو اس انقلاب سے
اب ساقی جامِ شوق کو بھر دے شراب سے

ساقی بہارِ گلشنِ امید آ گئی
کرتی ہوئی حیات کی تجدید آ گئی
نومیدیوں میں صورتِ امید آ گئی
ساقی ذرا سبو تو اٹھا عید آ گئی

کیفِ مئے دِلا سے ہم آغوش کر مجھے
ساقی پلا کے آج تو بے ہوش کر مجھے

ساقی وہ مے پلا کہ مزا دے طہور کا
پہنچے اثر عروجِ فلک تک سُرور کا
ساغر میں عکس پڑنے لگے چشمِ حور کا
چھوٹے نہ دستِ شوق سے دامن شعور کا

ہے ذکرِ انقلابِ مکمّل زبان پر
اس وقت ہے دماغ مرا آسمان پر

www.emarsiya.com

ساقی یہ میکدہ یہ فضائیں یہ رنگ و بو
یہ سرخوشی یہ لطف یہ یارانِ پاک خو
اس وقت میرے دِل میں نہ رکھ کوئی آرزو
لا میرا جام بھر دے کہ مے سے کروں وضو
اظہارِ شکر کے لئے سجدے کیا کروں
میخانے میں نمازِ محبت ادا کروں

ساقی وہ دیکھ جانبِ مغرب اٹھی گھٹا
وقت آگیا کہ جام ہو میخوار کو عطا
اک انقلابِ تازہ کا اعلان ہو گیا
یہ رحمتوں کا ابر یہ مستی بھری ہوا
ہاں دیکھ لے ذرا نگہہ التفات سے
جی چاہتا ہے آج پیوں تیرے ہات سے

ساقی وہ دیکھ رنگ بدلتی ہے زندگی
کھاتی تھیں ٹھوکریں تو سنبھلتی ہے زندگی
سانچے میں انقلاب کے ڈھلتی ہے زندگی
اک منزلِ جدید پہ چلتی ہے زندگی
ساقی پلا کہ غنچۂ امید کھِل گیا
اک رہبرِ عظیم زمانے کو مِل گیا

www.emarsiya.com

ساقی وہ دیکھ قصرِ سلاطین ہل گئے
کیا سن لیا کہ ہونٹ فصیحوں کے سِل گئے
بچھڑے ہوئے جو تھے وہ گلے آج مل گئے
ہر ایک خشک شاخ پہ سو پھول کھِل گئے

ساقی بہارِ تازہ ہے اک تازہ جام دے
لب خشک ہو چلے ہیں زباں کچھ تو کام دے

ساقی! کرم کرم ابھی نیت بھری نہیں
انسان ہوں ہوا و ہوس سے بری نہیں
کانٹے پڑے ہیں حلق میں لب پر تری نہیں
عشوہ گری ہے یہ کوئی ساقی گری نہیں

مجھ کو نہیں سرور نہ محفل ہے جوش میں
سب اہلِ میکدہ ابھی بیٹھے ہیں ہوش میں

ساقی یہ میکدہ تو ہے تیرا بھرا ہوا
ساقی ترے خزانے میں آخر کمی ہے کیا
مشہور تیرا جود و کرم ہے تیری عطا
جب تک مجھے ہے پیاس برابر پلائے جا

پھر یہ سرور موجِ ہوا میں نہ آئے گا
اب ایسا انقلاب فضا میں نہ آئے گا

www.emarsiya.com

آتی ہوتی ہے گلشنِ توحید پر بہار
آراستہ گلوں سے ہے دامانِ لالہ زار
مٹی دمک رہی ہے تو ذرّوں پہ ہے نکھار
ہیں شاخِ گل پہ بیٹھ کے تسبیح خواں ہزار
گلزارِ زندگی پہ کرم اب خدا کا ہے
ہر سمت شورِ دہر میں صلِّ علیٰ کا ہے

مشتاقِ دید جن کے تھے صلِّ علیٰ وہ آئے
جن کے لئے زمانے کو پیدا کیا وہ آئے
ہر بات میں ہے جن کی پیامِ خدا وہ آئے
صدقے میں ان کے جام پلا ساقیا وہ آئے
رندوں کو اپنے دیکھ کرم کی نگاہ سے
ہاں اب پلا دے میکدۂ لا الٰہ سے

ساقی وہ دیکھ کعبے میں ہونے لگی اذاں
بت سجدہ ریز ہو گئے یہ بھی ہے کیا سماں
اڑنے لگیں وہ جامۂ باطل کی دھجیاں
آیا زمانہ حق کی طرف پھر کشاں کشاں
کیا پھول اگل رہی ہے زمیں ریگ زار کی
تسبیح پڑھ رہی ہے جوانی بہار کی

www.emarsiya.com

ہاشم کے خاندان میں ابھرا مہ تمام
باقی رہی نہ دہر میں اب تیرگی شام
ہے آمنہ کی گود میں ہر دین کا امام
ہے جس کا شغل حمد، محمدؐ ہے جس کا نام
بزمِ ازل کا شاہدِ مقصود آگیا
حامد خدا ہے جس کا وہ محمود آگیا

ہاتھوں میں دو جہان کی قسمت لئے ہوئے
باتوں میں لطفِ شہدِ محبت لئے ہوئے
دل میں خدا کے دین کی دولت لئے ہوئے
کملی میں اپنی گنجِ شفاعت لئے ہوئے
شاہی کا دبدبہ بھی غریبی کی آن بھی
یہ پاسبانِ دین بھی ہے گلہ بان بھی

تفریقِ رنگ و نسل مٹانے کو آئے ہیں
اللہ کا پیام سنانے کو آئے ہیں
دنیا میں راہِ راست بتانے کو آئے ہیں
تہذیب دینے سارے زمانے کو آئے ہیں
باتیں خدا کی یوں نہیں سمجھائے گا کوئی
اب ان کے بعد اور نہیں آئے گا کوئی

www.emarsiya.com

یہ آخری نبیؐ ہیں یہی آخری رسولؐ
آئے ہیں لے کے عظمتِ اخلاق کے اصول
ان کی نظر بہار ہے ان کے لبوں پہ پھول
ہر بات ان کی بارگہِ حق میں ہے قبول
یہ بوریا نشیں ہیں مگر تاجدار ہیں
صانع کو جس پہ ناز ہے وہ شاہکار ہیں

صانع کو ان پہ ناز ہے ان کو علی پہ ناز
اُس کو ہے گُل پہ ناز تو اِن کو کلی پہ ناز
محبوبِ حق کو کیوں نہ ہو حق کے ولی پہ ناز
یہ تو ہے اپنے آئینہ منجلی پہ ناز
صیقل جو کی تو آئینہ یہ منجلی ہوا
اعلیٰ کے اشتقاق سے نامِ علی ہوا

نامِ علی سے دین کی قوت ہے برقرار
ان کی نگاہِ قہر کا ہے نام ذوالفقار
جبریل کے پروں سے بھی ان کا رکا نہ وار
بدر و حُنین اِن کے لئے بزم کارزار
ٹکڑے اڑا دیں ضرب لگا کر پہاڑ کے
چٹکی سے پھینک دیں درِ خیبر اکھاڑ کے

www.emarsiya.com

ضربِ علی کو مرحب و عنتر سے پوچھتے
زورِ علی کو قلعۂ خیبر سے پوچھتے
تیغِ علی کو کفر کے لشکر سے پوچھتے
بُرّش کو جبرئیل کے شہ پر سے پوچھتے

نکلی میان سے تو صفیں کاٹتی ہوئی
کیا سرخرو رہی ہے لہو چاٹتی ہوئی

یہ تیغ صرف تیغ نہیں تھی سپر بھی تھی
ہر جنگ میں محافظِ خیر البشر بھی تھی
بجلی بھی تھی یہ صاعقہ بھی تھی شرر بھی تھی
شعلہ بھی تھی شعاع بھی تھی ابرِ تر بھی تھی

یہ ثابتِ وقوعِ محالات ہو گئی
جس وقت اٹھی خون کی برسات ہو گئی

اٹھی جو روزِ بدر تو برسا دیا لہو
خندق کے معرکے میں بھی پھیلا دیا لہو
خیبر میں دشمنوں سے اگلوا دیا لہو
جس وقت آئی ہاتھ میں گرما دیا لہو

سنجیدگی سے نکلی، چلی ہے سکون سے
پائی ہے اس نے آبِ زمانے میں خون سے

www.emarsiya.com

بجلی پناہ مانگتی ہے اس کے وار سے
لیتی نہیں ہے کام ذرا انتظار سے
طوفاں لہو کے اٹھتے ہیں خود اسکی دھار سے
ہے برقِ بے پناہ یہ ہر اعتبار سے
ہاتھوں سے قدسیوں کے جلا اس نے پائی ہے
یہ سورۂ حدید کے ہمراہ آئی ہے

ہر جنگ میں دکھاتے ہیں جوہر وہی ہے یہ
پہنے ہیں جس نے فتح کے زیور وہی ہے یہ
جس نے بھگاتے کفر کے لشکر وہی ہے یہ
آئی جو آسماں سے اتر کر وہی ہے یہ
لو ہے کو اس کے اہلِ جفا مانتے ہیں خوب
اسلام کے عدو اسے پہچانتے ہیں خوب

حیدر کے ساتھ ساتھ رہی ہر مقام پہ
چمکی کبھی احد میں کبھی فوجِ شام پہ
طغرائے فتح لکھا ہے اس کے نیام پہ
دشمن کا خون بہنے لگے اس کے نام پہ
اس کا طریق عین وفا کا طریق ہے
ہجرت کی شب میں ساتھ دیا وہ رفیق ہے

www.emarsiya.com

دیکھا ہے اس نے زورِ جنابِ امیر بھی
نیزے بھی اس نے کاٹے ہیں میداں میں تیر بھی
آزاد زندگی کے کئے ہیں اسیر بھی
ہجرت کی شب بھی دیکھی ہے روزِ غدیر بھی

حق کے لئے چلی ہے جہاں بھی چلی ہے یہ
رازآشنائے قربِ نبی و علی ہے یہ

قربِ نبی و حیدرِ صفدر ہے کیا مقام
کرتی ہے جھک کے عرش کی رفعت جسے سلام
ہجرت کی شب کیا تھا خدا نے یہ انتظام
بستر ہو اِک رسولؐ کا اور سوئے اِک امام

روزِ غدیر شان شہہِ بوتراب کی
تعبیر بن گئی شبِ ہجرت کے خواب کی

آیا پھر ایک اور زمانے میں انقلاب
پورے عروج پر تھا جب اسلام کا شباب
دنیا سے شاہِ دیں نے جو فرمالیا حجاب
مقتولِ تیغِ کیں ہوئے کوفے میں بوتراب

پھر آگیا جہاں میں وہ روزِ سیاہ بھی
مسموم ہو گئے حسنِ دینِ پناہ بھی

www.emarsiya.com

نانا کا داغ ماں کا قلق باپ کا ملال
بھائی کا غم زمانے کا ماتم جہاں کا حال
ایماں کی فکر عزتِ اسلام کا خیال
اتنی مصیبتیں تھیں اور اک فاطمہ کا لال

تاریک تھا جہاں شہِ دلگیر کے لئے
دنیا اندھیری ہو گئی شبّیر کے لئے

اللہ رے انقلاب کہ وہ گھر جہاں رسولؐ
سمجھاتے تھے زمانے کو ایمان کے اصول
کھلتے تھے جس میں رُشد و ہدایت کے روز پھول
تنہا حسین بیٹھے تھے اس گھر میں اب ملول

دنیا ہجومِ عشرت و مستی میں گھر گئی
کیسی نگاہ اہلِ زمانہ کی پھر گئی

بیٹھا ہوا ہے تختِ حکومت پہ وہ بشر
جس کو نہ دین کی ہے نہ ایمان کی خبر
قرآن کا خیال نہ اسلام پر نظر
مغرور، جبر و ظلم پہ باندھے ہوئے کمر

ہر رات ناؤ نوش کے جلسے بنے ہوئے
ہر دن شکارگاہ میں خیمے تنے ہوئے

www.emarsiya.com

کیسی نماز! کس کا مصلیٰ کہاں کا دیں
بھولا ہوا ہے کوئی خدا بھی ہے یا نہیں
مسجد سے دور دور مئے و جام سے قریں
اس کا وجود اصل میں بارِ سرِ زمیں

اترا تھا اہلِ شرع سے یوں انتقام پر
چھائی ہوئی تھی موت کی دہشت عوام پر

اسلام پر جو شاہی کا چھایا ہوا تھا جبر
ایک ایک دل بنا تھا غمِ زندگی کی قبر
ایمان والے بیٹھے تھے خاموش کر کے صبر
تاریک تھی حیات اٹھا تھا کچھ ایسا ابر

پاتا سکونِ قلب کوئی کس یقین پر
کیا جانے کب برسنے لگے خوں زمین پر

شبیر دیکھتے تھے زمانے کا انقلاب
طاقوں پہ بند رکھی تھی اللہ کی کتاب
ملتا نہیں تھا حق کی صدا کا کوئی جواب
گویا نبی کا دور تھا بھولا ہوا سا خواب

دل بے قرار تھا پسرِ بوتراب کا
آتا تھا یاد عہدِ رسالتمآبؐ کا

www.emarsiya.com

کیا عہد تھا کہ شیر و شکر تھے خواص و عام
ہر ایک کی زباں پہ تھا اللہ کا کلام
نخوّت کا ذکر تھا نہ کہیں کبر کا تھا نام
مذہب کی حد پہ ایک وہ آقا ہو یا غلام
انسانیت میں فرق کوئی جانتا نہ تھا
اسلام رنگ و نسل کو پہچانتا نہ تھا

یا اب یہ حال ہے کہ حکومت ہے ظلم کی
مظلوم ہیں خموش وہ شدت ہے ظلم کی
ہے بیکسوں پہ جبر، حمایت ہے ظلم کی
سہما ہوا ہے وقت وہ حالت ہے ظلم کی
امن و اماں کی راہ نہیں پا سکے کوئی
اس جبر سے پناہ نہیں پا سکے کوئی

حالانکہ دورِ جبر میں تنہا حسین تھے
لیکن یقین و عزم کی دنیا حسین تھے
امّت کے اعتبار کا ملجا حسین تھے
انسانیت کے دِل کی تمنا حسین تھے
یہ آخری امید تھی غم سے نجات کی
اٹھتی تھی ان کی سمت نظر کائنات کی

www.emarsiya.com

جو ہو رہا تھا جبر و ستم دیکھتے رہے
دل میں چھپائے قوم کا غم دیکھتے رہے
بڑھتے ملوکیت کے قدم دیکھتے رہے
یثرب میں رہ کے سوئے حرم دیکھتے رہے
جب کچھ ہجومِ فکر سے گھبراتے تھے حسین
اٹھ کر مزارِ جد پہ چلے جاتے تھے حسین

جد کا مزار قبلۂ ایمان و اعتقاد
جد کا مزار مرکزِ امید و اعتماد
جد کا مزار ساحلِ دل، منزلِ مراد
جد کا مزار قوتِ باطل کا انسداد
اٹھتا تھا جوش خون میں شیرِ بتول کا
گہوارۂ یقین تھا روضہ رسولؐ کا

حملے نہ ہوتے دل پہ غموں کے ہجوم کے
بنتے ہوا بہشت کی جھونکے سموم کے
قرآن پڑھنے لگتے وہاں جھوم جھوم کے
کرتے دعا مزار کی چادر کو چوم کے
کہتے کہ نانا جان بُرا وقت پڑ گیا
سینچا تھا جس کو آپ نے وہ باغ اُجڑ گیا

www.emarsiya.com

نانا وہ قوم جس کے لئے ہر ستم سہا
بخشے تھے جس کو آپ نے اعمالِ باصفا
ایمان جس کا شیوہ تھا قرآن رہنما
دستِ ستم میں اب ہے اسی قوم کا گلا
بے آسرا تو اب اسے چھوڑا نہ جائے گا
نانا یہ حال ہم سے تو دیکھا نہ جائے گا

نانا کہا تھا آپ نے ہم سے کہ اے پسر
رکھنا ہمارے بعد تم اسلام پر نظر
تھی بے گماں حضورؐ کو ہر بات کی خبر
اب وقت آگیا ہے کہ ہم کھیلیں جان پر
دیں گے جواب ہم ستم بے حساب کا
رگ رگ میں دوڑتا ہے لہو بوتراب کا

آواز سی اک آئی کہ میرے پسر حسین
میرے علی کی جاں میری زہرہؑ کے نورِ عین
معلوم ہے مجھے کہ نہیں تیرے دل کو چین
اس وقت دیں بیم و رجا کے ہے بین بین
اِک راستہ ہے روح کی تسکین کے لئے
حاجت ہے تیرے خون کی اب دین کے لئے

www.emarsiya.com

سہنی پڑیں گی دشتِ بلا کی مصیبتیں
پیش آئیں گی ہزار زمانے میں آفتیں
ٹوٹیں گی لاکھ جور و ستم کی قیامتیں
لاشے اٹھا کے لاؤ گے دیکھو گے شدّتیں
لیکن بقائے دین کی تدبیر ہے یہی
ہو جاؤ خاک حق پہ تو اکسیر ہے یہی

آواز تھی کہ مژدۂ تازہ حیات کا
دل پا گیا سکون شہِ کائنات کا
معلوم ہو گیا جو ذریعہ نجات کا
پایہ بلند ہو گیا عزم و ثبات کا
اوجِ حیات جھک کے قدم چومنے لگا
چہرے پہ رنگ آ گیا دل جھومنے لگا

آئے مزارِ جد سے جو سوئے قیامگاہ
اہلِ حرم کی سمت بصد لطف کی نگاہ
سر سے رکھے اتار کے عمّامہ و کلاہ
شانوں تک آ کے پھیل گئے گیسوئے سیاہ
مس کر لیا جو روئے امامت مآب کو
ابرِ کرم نے چوم لیا ماہتاب کو

www.emarsiya.com

عباسِ نامدار نے آکر دی یہ خبر
حاضر ہوا ہے عاملِ بطحا کا نامہ بر
کرتا ہے آپ کو جو طلب ہے یہ کوئی شر
آثارِ خیر کے ہمیں آتے نہیں نظر

بھائی کی سمت غور سے دیکھا حسین نے
بُلوایا نامہ بر کو شہِ مشرقین نے

حاضر ہوا جو نامہ برِ عاملِ یزید
کر کے سلام پیش کیا فتنۂ جدید
لکھا تھا اب ملے گی نہ مہلت ذرا مزید
بیعت میں دیر سے ہمیں تشویش ہے شدید

یا کیجئے قبول اطاعت یزید کی
یا راہ اب کھلے گی عذابِ شدید کی

یہ پڑھ کے کچھ جبینِ امامت پہ بل پڑے
عباس فرطِ جوشِ غضب سے اُچھل پڑے
سوتے شجاعتِ ازلی کے اُبل پڑے
امکان تھا کہ تیغِ دو پیکر نکل پڑے

لیکن رہے خموش ادب سے امام کے
دیکھا کئے حسین کو تلوار تھام کے

www.emarsiya.com

شبیر نے بہ شانِ امامت کیا کلام
تم نامہ بر ہو تم سے نہیں ہم کو کوئی کام
جو تھا تمہیں سپرد وہ پہنچا دیا پیام
صاحب سے اپنے جا کے یہ کہہ دو بہ اہتمام
شبیر سے یہاں تو نہیں پائے گا جواب
اس خط کا کربلا میں دیا جائے گا جواب

اللہ رے جوابِ شہہ کربلا کی شان
ایک ایک بات میں تھی شہِ مرتضیٰ کی شان
پیغامِ ظلم و جبر پہ صبر و رضا کی شان
یاد آ گئی جہاں کو رسولِ خدا کی شان
بے شک حسین راہبرِ انقلاب تھے
پیغام ایک تھا تو بہتر جواب تھے

اس صبر کا جواب نہ اِس پیاس کا جواب
مظلومیت کا ہے نہ غم و یاس کا جواب
پہنچا ہے کتنی دور تک اک پاس کا جواب
ہے کوئی کائنات میں عباس کا جواب
عباسِ نامدار علمدارِ کربلا
بازوئے شاہ، جعفرِ طیارِ کربلا

www.emarsiya.com

حیدر کا زور شیر کی طاقت لئے ہوئے
سینے میں ایک بحرِ شجاعت لئے ہوئے
اہلِ حرم کا جذبۂ خدمت لئے ہوئے
دل میں فقط حسین کی الفت لئے ہوئے
حاضر نظر نظر کی پذیرائی کے لئے
ہر وقت سر ہتھیلی پہ تھا بھائی کے لئے

ابنِ علی، مگر پسرِ فاطمہ پہ ناز
ہر وقت خدمتِ شہہ والا سے سرفراز
پُرجوش پُرشباب حق اندیش و پاکباز
پیہم وفا پرست وفا خو وفا نواز
کوئی مقابلہ ہی نہیں اس حسین کا
خوں ہے علی کا دودھ ہے اُمّ البنین کا

میدانِ کربلا میں وہ آراستہ خیام
محصور اہلِ بیت، ہر اک سمت فوجِ شام
نرغے میں لشکرِ عمرِ سعد کے امام
ہوتا تھا ہر طرف سے بلاؤں کا اژدھام
گرمی کے دن تھے پیاس کا غلبہ دوچند تھا
پانی بھی ابنِ ساقیٔ کوثر پہ بند تھا

www.emarsiya.com

گلہائے باغِ دیں پہ بھی طاری فسردگی
اڑنے لگی تھی پیاس سے چہروں کی تازگی
برداشت میں رہی تھی نہ بچوں کے تشنگی
پانی پہ منحصر تھی غریبوں کی زندگی
گویائی کی زباں میں رہی تھی نہ تاب بھی
تھا خشک ہر دہن میں دہن کا لعاب بھی

حالانکہ آ رہا تھا نظر سامنے فرات
لیکن تھے راستے میں بہت دشمنِ حیات
لب تک کسی کے آتی نہ تھی تشنگی سے بات
خاموش تھا ابھی پسرِ شاہِ کائنات
کیں دشمنوں نے بند جو راہیں حسین کی
عباس دیکھتے تھے نگاہیں حسین کی

بیٹھے تھے پیشِ سیدِ ابرار سرنگوں
آنکھوں میں فرطِ رنج سے ابلا ہوا تھا خوں
غیظ و غضب سے گو کسی پہلو نہ تھا سکوں
پاسِ ادب سے اور بھی کچھ حال تھا زبوں
لاتے تھے لفظ تا بہ زباں تولتے ہوئے
لیکن حجاب آتا تھا لب کھولتے ہوئے

www.emarsiya.com

آئی حرم کے خیمے سے آواز ناگہاں
"فضّہ یہ جا کے دیکھ کہ عباس ہیں کہاں"
بچّے تڑپ رہے ہیں سکینہ ہے نیم جاں
لاؤ مرے چچا کو یہی لب پہ ہے بیاں
پھر جا کے توڑیں فوجِ ستم گر کے جال کو
پہلے تو دیکھ جائیں بھتیجی کے حال کو

آواز سن کے زینبِ عالی مقام کی
عباس اٹھے لے کے اجازت امام کی
تکلیف سوچ سوچ کے اہلِ خیام کی
اک غیظ کی نگاہ سوئے فوجِ شام کی
قابو میں کر کے اپنے دلِ پر ملال کو
خیمے میں آ کے دیکھا سکینہ کے حال کو

دیکھا کہ آ رہے ہیں سکینہ کو غش پہ غش
ہیں بیبیاں اداس تو بچّے ہیں نالہ کش
فرطِ تعب سے زرد ہوئی ہے وہ ماہوش
جب چونکتی ہے غش سے تو کہتی ہے العطش
وہ میری زندگی کے نگہبان ہیں کہاں
ان کو بلاؤ میرے چچا جان ہیں کہاں

www.emarsiya.com

عباس بولے بی بی ادھر دیکھیئے ذرا
آنکھیں تو کھولیئے یہیں موجود ہے چچا
رو رو کے اپنا آپ نے کیا حال کر لیا
ہم سے کہیں جو آپ کے دل کا ہے مدعا

ہم اپنی جان آپ کے قدموں پہ وار دیں
کہیئے تو آسمان سے تارے اتار دیں

بچی نے جب یہ بات سنی آنکھ کھول دی
پیدا ہوئی بجھے ہوئے تیور میں روشنی
ظاہر ہوئے نگاہ میں آثارِ زندگی
بولی کہ عمو آپ نے کیوں اتنی دیر کی

بابا تو کہہ رہے تھے کہ کوثر پلائیں گے
کیا جانے آسماں سے پیالے کب آئیں گے

میں مر رہی ہوں اصغرِ معصوم ہے حزیں
پانی کا دور دور کہیں بھی پتہ نہیں
یہ تو سنا ہے میں نے کہ اک نہر ہے قریں
پانی نہ لا سکو تو مجھے لے چلو وہیں

تم سے ذرا بھی بوجھ نہ اٹھواؤں گی چچا
میں اپنی مشک آپ ہی بھر لاؤں گی چچا

www.emarsiya.com

عباس سن کے رونے لگے یہ بیانِ غم
بولے کہ بیٹی کیا کریں مجبور سے ہیں ہم
لڑنے سے روکتے ہیں ہمیں شاہ ذی حشم
اپنا بغیر اذن کے اٹھتا نہیں قدم
اب جا کے پھر کہیں گے جو کچھ دل کا حال ہے
نہرِ فرات چھیننا کوئی محال ہے

اچھا اب اپنی مشک اٹھا دو ہمیں ذرا
پھر ہنس کے مسکرا کے دکھا دو ہمیں ذرا
سوکھے ہوئے لبوں سے دعا دو ہمیں ذرا
سقائے اہلِ بیت بنا دو ہمیں ذرا
پلٹیں گے ہم نہ معرکہ یہ سر کئے بغیر
واپس نہ آئیں گے کبھی پانی لئے بغیر

مشکیزہ لے کے آئے سوئے قبلہ گاہِ دیں
کی عرض یوں کہ اے شہہِ والا فلک نشیں
ہیں تشنگی سے آج سکینہ بہت حزیں
اب تابِ صبر آپ کے خادم کو بھی نہیں
اب اذن دیجیے شاہ مدینہ کے واسطے
مشکیزہ بھر کے لاؤں سکینہ کے واسطے

www.emarsiya.com

عباس کی زباں سے سنی شہ نے جب یہ بات
بھائی کو اپنے دیکھا بصد لطف و التفات
فرمایا ہے عزیز ہمیں آپ کی حیات
دعوت ہے اپنی موت کو جانا سوئے فرات

رستے تمام امن کے اس وقت بند ہیں
دریا کے پہریدار بڑے شر پسند ہیں

تم جاؤ گے تو باز نہ آئیں گے اہلِ شر
حملہ کریں گے مِل کے وہ سب ایک شیر پر
نامِ خدا جوان ہو تم اور پُر جگر
ایسا نہ ہو کہ خوں میں نہا جاؤ سر بسر

ہم سے عنانِ صبر و سکوں چھوٹ جائے گی
تم چھٹ گئے تو اپنی کمر ٹوٹ جائے گی

تم میں ہیں بابا جان کا انداز مو بمو
ویسا ہی جوش ویسی ہی طاقت وہی لہو
لہجہ وہی ہے ویسا ہی اندازِ گفتگو
ہے سارے خاندان کی تم سے ہی آبرو

ان کے ادب کی، وضع کی، طرزِ وغا کی یاد
آتی ہے تم کو دیکھ کے شیرِ خدا کی یاد

www.emarsiya.com

یہ کیا ہوا یہ آنکھ سے کیوں اشک ہیں رواں
لب تھرتھرا رہے ہیں تو خاموش ہے زباں
جانا ہی چاہتے ہو تو لو جاؤ بے گماں
محفوظ ہر بلا سے رکھے ربِّ دو جہاں

کیا تفرقہ پسند جہانِ خراب ہے
بھائی سے بھائی چھٹتا ہے کیا انقلاب ہے

بھائی سے بھائی چھوٹ کے ایسے گئے کہ ہائے
سوئے خیام لوٹ کے آنے کبھی نہ پائے
دریا پہ جا کے مشکِ سکینہ کی بھر تو لائے
غصہ پیا ہے جرعۂ سردِ آب کی بجائے

دشمن تمام ساحلِ دریا پہ چھائے تھے
فوجوں کے اژدہام میں تنہا یہ آئے تھے

للکارتے ہوئے جو بڑھے فوج کی طرف
وہ رعب تھا کہ جم نہ سکی دشمنوں کی صف
مطلق خموش ہو گئے سب طبل و چنگ و دف
نعرہ لگاتے آ گئے ابنِ شہہ نجف

یہ صف الٹ گئی کبھی وہ صف الٹ گئی
دریا پہ دشمنوں کی جو تھی بھیڑ چھٹ گئی

www.emarsiya.com

دریا پہ آ کے روک لیا اپنا راہوار
اترے زمیں پہ زیں سے بہ اندازِ اعتبار
گاڑا علم کو ساحلِ دریا پہ باوقار
مشکیزہ بھر کے اپنا کیا شکرِ کردگار

کیا شان تھی وفاؤں کی کیا پاس بات کا
منہ سے لگایا اپنے نہ پانی فرات کا

دریا سے جب پلٹ کے چلے صاحبِ علم
فوجِ یزید میں ہوئے یہ مشورے بہم
سیراب ہو گئے جو کہیں شاہ ذی حشم
ابنِ زیاد ہم پہ بھی ڈھائے گا سو ستم

جانے نہ دو ترائی سے اب اس دلیر کو
کر دو ہلاک فاتحِ خیبر کے شیر کو

خیمے میں پوچھتی تھیں سکینہ یہ بار بار
آئے نہیں چچا ہمیں ان کا ہے انتظار
کہہ کر گئے تھے لائیں گے پانی بصد وقار
اب کیا کرے کوئی کسی وعدے کا اعتبار

آ کر کریں گے کیسے بہانے صفائی میں
سیراب ہو کے سو گئے ہوں گے ترائی میں

www.emarsiya.com

شبیر نے سنی جو یہ بیٹی کی گفتگو
آنکھوں میں کھنچ کے آگیا سب قلب کا لہو
فرمایا میری بچی نہیں جانتی ہے تو
عباس نے بڑھائی ہے وعدے کی آبرو
دریائے ظلم و جبر کی موجوں میں گھر گئے
بھر کے چلے تھے مشک کہ فوجوں میں گھر گئے

دیکھا ہے ہم نے دور سے وہ منظرِ الم
شانے پہ ضربِ تیغ پڑی چھٹ گیا علم
پھر دار کھا کے ہاتھ ہوا دوسرا قلم
ہوش و حواس پھر بھی رہے کس قدر بہم
مقدور بھر تو پانی کو پھر بھی بچا لیا
مشکیزہ اپنے دانتوں سے جھک کر اٹھا لیا

پھر شق ہوئی جو گرزِ گرانبار سے جبیں
مشکیزے کو جو چھید گیا ایک تیر کیں
دیکھا نظر اٹھا کے تو خالی پڑی تھی زیں
کیسے خوشی سے جھومتے تھے دشمنانِ دیں
مشکیزہ خالی رکھا ہے گھوڑے کی زین پر
لاشہ پڑا ہوا ہے ابھی تک زمین پر

www.emarsiya.com

ہاں آج اپنا صاحبِ کردار مر گیا
اب فوج بے نشاں ہے علمدار مر گیا
صبر و سکوں سے سہہ کے بہت وار مر گیا
لڑنے کا تھا نہ اذن تو ناچار مر گیا
روٹھا ہے ہم سے اُس کو منانے کے واسطے
ہم جا رہے ہیں لاش اٹھانے کے واسطے

سن کے یہ حال خیمے میں ماتم ہوا بپا
زینب نے سر سے اپنے وہیں کھینچ لی ردا
سکتے میں آئیں زوجۂ عباسِ باوفا
خیمے سے یوں نکلتے ہوئے شاہ نے کہا
شوہر کے غم میں جان سے اپنی گزر نہ جائیں
بیٹی کہیں تمہاری چچی جان مر نہ جائیں

اللہ رے انقلاب کی صورت طرازیاں
شبیر سے جدا ہوئے عباسِ نوجواں
لکھی لہو سے اکبر و اصغر کی داستاں
گلگوں قبائے قاسمِ نوشاہ، الاماں
یوں انقلاب پھیل گیا اور سمٹ گیا
سجدے میں سر امامِ زمانہ کا کٹ گیا

www.emarsiya.com

باطل کے ہر غرور کو ڈھایا حسین نے
خوش ہو کے اپنا خون بہایا حسین نے
ایمان مٹ رہا تھا بچایا حسین نے
جینے کا اِک طریق سکھایا حسین نے
سب کو بتا دیا ہے طریقہ نجات کا
مومن کو اِک شعور دیا ہے حیات کا

باطل کو اپنی طاقتِ بے حد پہ تھا غرور
مظلومیت کے زور سے اب ہے وہ چور چور
اپنا لہو بہا کے ہمیں یہ دیا شعور
دریائے ظلم و جبر کا آسان ہے عبور
فانی تمام عالمِ اسباب جانئے
دریائے خوں جو ہو اسے پایاب جانئے

بیعت کا وہ پیام جو آیا تھا شام سے
اس کا دیا جواب بڑے اہتمام سے
ہر مقتدی نے سیکھ لیا یہ امام سے
ہٹتا نہیں ہے حق کبھی اپنے مقام سے
تاریخ کا یہ سب سے بڑا انقلاب ہے
باطل کا جو سوال تھا اس کا جواب ہے

www.emarsiya.com

یہ منبرِ بلند سرِ مجلسِ عزا
اِن سب کا اُس جواب سے ملتا ہے سلسلہ
عباس کے ہوں ہاتھ کہ شبیر کا گلا
عنواں جدا جدا سہی مقصد تو ایک تھا
ہے اے صبا یہ شانِ حسینی جواب کی
تبلیغ ہو رہی ہے اُسی انقلاب کی